

# 1

تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی آنحضرت ﷺ کی ذات  
میں نظر آتی ہے

- ۲ جنوری ۲۰۰۲ء بمطابق ۲ صبح ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن
- ☆..... عاجزی اور انکسار ایک ایسا خلق ہے کہ..... لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔
- ☆..... بلند مقام عاجزی سے ہی ملتا ہے۔
- ☆..... شادی بیاہ اور جہیز میں دکھاوے کی خاطر خرچ کرنا اور قرآنی حکم کی خلاف ورزی۔
- ☆..... اگر خدا کی تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دلوں کے پاس
- ☆..... آنحضرت ﷺ کا عجز و انکسار میں اسوہ۔
- ☆..... عجز و انکسار کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ (سورۃ الفرقان آیت ۶۴)

عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس خلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے چنانچہ دیکھ لیں باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو اور اس یہودی کو بھی پتہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں یہودی ہوں اور جھگڑا میرا مسلمان سے ہے اور پھر معاملہ بھی آپ ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اپنے اس جھگڑے کا معاملہ آپ ﷺ کے پاس ہی لاتا ہے، آپ کی خدمت میں ہی پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مذہبی اختلاف کے باوجود اس کو یہ یقین تھا اور وہ اس یقین پر قائم تھا کہ یہ عاجز انسان ﷺ کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس یہودی کو یہ بھی یقین تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے اپنے مرید کو یہی کہیں گے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ یہ یقین اس لئے قائم تھا کہ آپ کی زندگی جو زندگی اس یہودی کے سامنے تھی اس سے یہی ثابت ہوا تھا اور آپ کا یہ حسن خلق اس کو پتہ تھا اور یہ حسن خلق آپ میں اس لئے تھا کہ وہ شرعی کتاب جو آپ پر اتری یعنی قرآن کریم اس میں اللہ

تعالیٰ نے فرمایا ہے جو میں نے آیت پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔ یعنی جھگڑے کو بڑھاتے نہیں بلکہ وہیں معاملہ پنٹا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی جھگڑا کرنے کی کوشش بھی کرے تو اس کو آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ جاہلوں کی طرح ذرا ذرا سی بات پر سالوں جنگیں لڑنے کی ان کو عادت نہیں ہے۔ تو یہ ہے وہ حسن خلق جو آنحضرت ﷺ میں تھا اور جو آپ اپنی امت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اس بارہ میں علامہ رازی آیت قرآنی ﴿الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ هَوْن سے مراد نرمی اور ملائمت ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ چال میں نرمی ہو چال میں نرمی ہوتی ہے، سکینت ہوتی ہے، وقار اور تواضع ہوتی ہے اور تکبر اور نخوت سے اپنے پاؤں زمین پر نہیں مارتے اور متکبر لوگوں کی طرح اکڑ کر نہیں چلتے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾۔ یعنی وہ زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ لکھتے ہیں کہ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے هَوْن کی تفسیر تلاش کی تو مجھے نہ ملی تو خواب میں مجھے بتایا گیا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زمین میں فساد نہیں چاہتے۔

پھر ایک روایت ہے، حضرت عیاض بن حمار سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اور فرمایا ”کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔“

اب امت کو تو یہ حکم ہے کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے لیکن کیا ہمارے عمل اس کے مطابق ہیں۔ کسی کو اپنی قوم کا فخر ہے، خاندان کا فخر ہے، تو کسی کو دولت کا فخر ہے، کسی کو دوستوں کا فخر ہے، کسی کو اولاد کا فخر ہے اور جس طرف بھی نظر ڈالیں آپ کوئی نہ کوئی فخر کا راستہ یا کوئی نہ کوئی فخر کی سوچ ہر ایک میں نظر آ جاتی ہے۔ پھر اور تو اور بعض دفعہ بعض لوگ اچھے سوٹ سلو الیں یا کپڑے پہن لیں تو

اسی پر فخر ہونے لگ جاتا ہے۔ اس تعلیم پر نظر نہیں۔ اگر ہر ایک کی اس تعلیم پر نظر ہو جو ہمیں آنحضرت ﷺ نے دی تو فخر کے بجائے ہم میں سے ہر ایک میں ہر وقت عاجزی ہی عاجزی نظر آنی چاہئے۔

پھر دیکھیں روایت میں ہے جس میں آپ نے اپنے زبردست مقام کے بارے میں اعلان فرمایا ہے کہ اَنَا سَيِّدٌ وُلِدَ اَدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ یعنی پہلی بات تو یہ اَنَا سَيِّدٌ وُلِدَ اَدَمَ۔ اور پھر ساتھ ہی عاجزی کا بھی ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے کہ پھر فرما رہے ہیں وَلَا فَخْرَ۔ کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور یہ بہت بڑا اعلان ہے لیکن عاجزی کی انتہا کہ مگر کوئی فخر نہیں کرتا۔ اس میں مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲ مطبوعہ بیروت)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے لئے اس طرح تواضع اختیار کی۔ یہ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے اپنی ہتھیلی کو زمین کے ساتھ لگا دیا۔ اس کو میں اس طرح بلند کروں گا اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی ہتھیلی کو آسمان کی طرف اونچا کرنا شروع کیا اور بہت بلند کر دیا یعنی جو عاجزی اختیار کرے اور زمین کے ساتھ لگ جائے اس کو خدا تعالیٰ خود بلند کرتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل مسند العشر المبشرين بالجنة جلد ۱ صفحہ ۲۴ مطبوعہ بیروت)

اب ایسے لوگ جن کو اپنی بڑائی بیان کر کے اپنے مقام کا اظہار کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے ان کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ بلند مقام عاجزی سے ہی ملتا ہے۔ اچھا باغبان یا مالک ہو باغ کا وہ ہمیشہ درخت کی اُس شاخ کی قدر کرتا ہے۔ جو پھلوں سے لدی ہو اور زمین کے ساتھ لگی ہو۔ اسی طرح مالک ارض و سما اس سر کی قدر کرتا ہے جو زمین کی طرف جھکتا ہے۔ عاجزی کے مقابلے پہ فخر، غرور اور تکبر ہی ہے یعنی اس کا الٹ، تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ شرک کے بعد تکبر جیسی کوئی بلا نہیں۔ اگر غرور کریں تو تکبر ہی آہستہ آہستہ شرک کی طرف بھی لے کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہمیشہ عاجزانہ راہوں پر چلائے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس

نے اللہ کی خاطر ایک درجہ تو وضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرے گا یعنی اس کو ایک درجہ بلند کرے گا۔ جس نے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا یہاں تک کہ اسے علیین میں جگہ دے گا۔ بہت اونچے مقام پر لے جائے گا اور جس نے اللہ کے مقابل پر ایک درجہ تکبر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ نیچے گرا دے گا یہاں تک کہ اسے اسفل المسافین میں داخل کر دے گا (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابة جلد ۳ صفحہ ۷۶)۔ یعنی انتہائی نچلے درجے پر جہنم کے بھی نچلے درجے میں لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اسفل المسافین میں گرنے سے بچائے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر انسان کا سر دو زنجیروں میں ہے۔ ایک زنجیر ساتویں آسمان تک جاتی ہے اور دوسری زنجیر ساتویں زمین تک جاتی ہے۔ جب انسان تواضع یا عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں زمین تک لے جاتا ہے۔ انتہائی نیچے گرا دیتا ہے۔ (کنز العمال حدیث ۵۷۴۵)

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں اپنا سر بلند کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کاٹ دے گا۔ اور جس نے خدا کی خاطر دنیا میں تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف ایک فرشتہ بھجوائے گا جو اسے مجمعے میں سے اپنی طرف کھینچ لے گا اور کہے گا کہ اے صالح بندے اللہ تعالیٰ کہتا ہے میری طرف آ، میری طرف آ، کیونکہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (کنز العمال ۵۷۴۶)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ! عا جزی! عاجزی اختیار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور تکبر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔ (کنز العمال ۵۷۳۴)

اب حضرت عائشہؓ کو حالانکہ ان کا بھی ایک مقام تھا اور بڑی عاجزی تھی ان میں بھی آپؐ

نصیحت فرما رہے ہیں کہیں ملکی سی کوئی چیز دیکھی ہو شائد۔ تو آج کل اگر کسی کو نصیحت کر دو تو وہ کہتا ہے کیا ہم تو بڑے عاجز ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہم میں عاجزی۔

پھر حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اضع انسان کو صرف بلندی میں ہی بڑھاتی ہے۔ پس تو اضع اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رفعتیں عطا کرے گا۔

(کنز العمال حدیث نمبر ۵۷۴۰)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عاجزی اور انکساری کی وجہ سے عمدہ لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اختیار دے گا کہ ایمان کی پوشاکوں میں سے جو پوشاک چاہے پہن لے۔ (ترمذی کتاب الصفۃ القیامۃ باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض)

اب صرف اس سے یہی مراد نہیں۔ اصل میں تو نیت مراد ہے۔ اب دیکھیں کہ آج کل بھی شادی بیاہوں میں صرف ایک دو دفعہ پہننے کے لئے دلہن کے لئے یا دولہا کے لئے بھی اور رشتہ داروں کے لئے بھی کتنے مہنگے جوڑے بنوائے جاتے ہیں جو ہزاروں میں بلکہ لاکھوں میں چلے جاتے ہیں، صرف دکھانے کے لئے کہ ہمارے جہیز میں اتنے مہنگے مہنگے جوڑے ہیں یا اتنے قیمتی جوڑے ہیں یا ہم نے اتنا قیمتی جوڑا پہنا ہوا ہے۔ صرف فخر اور دکھاوا ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلے تو یہ ہوتا تھا پرانے زمانے میں کہ قیمتی جوڑا ہے تو آئندہ وہ کام بھی آجاتا تھا۔ کام سچا ہوتا تھا اچھا ہوتا تھا پھر اب تو وہ بھی نہیں رہا کہ جو اگلی نسلوں میں یا اگلے بچوں کے کام میں آجائیں ایسے کپڑے۔ یونہی ضائع ہو جاتے ہیں، ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ پھر فیشن کے پیچھے چل کر دکھاوے اور فخر کے اظہار کی رو میں بہہ کر قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ اپنی زینتوں کو چھپاؤ۔ فیشن میں بس ایسے ایسے عریاں قسم کے لباس سل رہے ہوتے ہیں کسی کو کوئی خیال ہی نہیں ہوتا۔ تو احمدی بچوں اور احمدی خواتین کو ایسے لباسوں سے جن سے ننگ ظاہر ہوتا ہو پرہیز کرنا چاہئے۔ اور پھر فخر کے لئے لباس پہنیں گے تو دوسری برائیاں بھی جنم لیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی بچی ہر احمدی عورت کو ایمان کی پوشاک ہی پہنائے اور دنیاوی لباس جو دکھاوے کے لباس ہیں ان سے بچائے رکھے۔ اسی طرح

مرد بھی اگر دکھاوے کے طور پر کپڑے پہنتے ہیں، لباس پہن رہے ہیں تو وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ صاف ستھرا اچھا لباس پہننا منع نہیں۔ اس سوچ کے ساتھ یہ لباس پہننا منع ہے کہ اس میں فخر کا اظہار ہوتا ہو، دکھاوا ہوتا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو اضع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان اپنے بھائی کا جوٹھاپی لے۔ اور جس نے اپنے بھائی کا جوٹھاپی لیا اللہ تعالیٰ اس کے ستر درجے بڑھائے گا۔ اس کے ستر گناہ معاف کر دے گا اور اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (کنز العمال ۵۷۴۸)

بعض لوگ اس لئے کراہت کرتے ہیں کہ جوٹھا ہے یا فلاں میرے ہم پلہ نہیں۔ اس لئے اس کا جوٹھا نہیں پینا، دوسرے کا پی لینا ہے۔ اس میں بھی ایک قسم کا تکبر ہے۔ اس سلسلے میں ایک لطیفہ بھی ہے ہمارے ایک بزرگ تھے ان کے بچے نے آکر شکایت کی کہ ابا! فلاں بھائی نے یا بہن نے میرا پانی پی کر جوٹھا کر دیا ہے۔ تو انہوں نے کہا بچے ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔ اور اسی پانی کو پی لیا دیکھو اس کا جوٹھا میں نے پی لیا۔ جوٹھا کوئی نہیں ہوتا۔ تو بچے نے اور رونا شروع کر دیا کہ اب آپ نے بھی جوٹھا کر دیا۔ تو بہر حال یہ جوٹھ کوئی نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ کوئی بیماری ہو اور چھوت لگنے والی ہو اس میں احتیاط ضروری ہے۔

پھر ایک دفعہ کسی نے آنحضرت ﷺ کو یساخیر البریہ کہہ دیا (یعنی اے مخلوق کے بہترین وجود) تو آپ نے فرمایا وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔ عاجزی کی انتہا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۳۴ صفحہ ۱۷۸)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آکر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے محمد ﷺ۔ ہم میں سے سب سے بہترین اور اے ہم میں سے سب سے بہترین لوگوں کی اولاد۔ اے ہمارے سردار اور اے ہمارے سرداروں کی اولاد۔ آپ نے سنا تو فرمایا۔ کہ دیکھو! تم اپنی اصلی بات کہو اور کہیں شیطان تمہاری پناہ نہ لے۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔ میں

نہیں چاہتا کہ تم لوگ میرا مقام اس سے بڑھا چڑھا کر بتاؤ جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۴۹ مطبوعہ مصر)

آج کل یہاں کسی کی تعریف کر دیں تو پھولے نہیں سماتا بلکہ فخر ہو رہا ہوتا ہے چاہے وہ اس

مقام کا ہو بھی یا نہ۔ اور آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ دیکھیں۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم میں سے کسی کو

اس کے اعمال جنت میں لے کر نہیں جائیں گے۔ صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا

آپ کے عمل بھی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ مجھے بھی اگر خدا کی رحمت اور فضل ڈھانپ نہ لیں تو میں

بھی جنت میں نہیں جاسکتا۔

(مسلم کتاب صفات المنافقین و احکامہم باب لن یدخل احد الجنة بعمله)

اب دیکھیں عاجزی کی کتنی انتہا ہے حالانکہ کائنات کو آپ کی خاطر پیدا کیا گیا۔ اور آپ کی

عاجزی اس حد تک ہے اس انتہا تک ہے۔

پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین اخلاق والا نہیں تھا۔ آپ

کے صحابہ میں سے یا اہل خانہ میں سے جب بھی کسی نے آپ کو بلایا تو ہمیشہ آپ کا جواب یہ ہوتا تھا کہ

میں حاضر ہوں۔ تب ہی تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ آپ عظیم خلق پر قائم تھے۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ از علامہ ابن جوزی صفحہ ۶۷ ۴ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

پھر اپنی عاجزی کے اظہار اور اپنے خاندان کو صحیح راستے پر ڈالنے کے لئے اور ان کو عباد

الرحمن بنانے کے لئے آپ نے کیسی خوبصورت نصیحت فرمائی۔ ایک موقع پر آپ نے اپنی پھوپھی

صفیہؓ کو فرمایا اے میری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے میری لخت جگر فاطمہ، میں تم کو اللہ کے

عذاب سے ہرگز نہیں بچا سکتا۔ اپنی جانوں کی خود فکر کرو۔

(بخاری کتاب التفسیر سورة الشعراء زیر آیت وانذر عشیرتک الاقربین)

تو ہمیشہ اللہ کا فضل اور صرف اس کا فضل ہی ہے جو انسان کو بچائے اور ہر وقت اس کے

آگے جھکے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ہر وقت تعمیل کرتے رہنا چاہئے اور اس کی مخلوق کی

خدمت کرتے رہنا چاہئے۔



حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر خدا کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دلوں کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے یا تمہارا خاندان کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے اپنی بیٹی کو فرمایا کہ اے فاطمہ! خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۷۰، حکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء)

پھر دیکھیں آج کل اگر کسی کو کوئی عہدہ مل جائے یا مالی حالت کچھ بہتر ہو جائے تو زمین پر پاؤں نہیں تکتے۔ اپنے آپ کو کوئی بالا مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ماتحتوں سے یا غریب رشتہ داروں سے اس طرح بات کرتے ہیں جیسے کوئی انتہائی کم درجہ کے لوگ ہوں۔ لیکن اسوۂ رسول دیکھیں کیا ہے۔ ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ کے پاس ایک شخص آیا آپ اس سے گفتگو فرما رہے تھے تو اسی دوران میں اس پر آپ کا رعب اور ہیبت طاری ہو گئی اور اس وجہ سے اس کو کپکپی طاری ہو گئی کانپنے لگ گیا وہ۔ تو آپؐ اسے فرمانے لگے۔ کہ دیکھو اطمینان اور حوصلہ رکھو، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے میں کوئی جابر بادشاہ تھوڑا ہی ہوں میں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ (ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب القدید)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی



موعود علیہ السلام کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو اور لا ابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ پھر اس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیر کو جا رہا تھا تو ایک پٹواری میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستے میں ایک بڑھیا ۷۰، ۷۵ سال کی ملی پہلے ان پٹواری صاحب کو اس نے خط پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ پھر اس بڑھیا نے وہ خط مجھے دیا تو فرماتے ہیں کہ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بڑی شرمندگی ہوئی کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸۲، ۸۳ الحکم ۳۱ جولائی تا ۱۰ اگست ۱۹۰۴)

پھر آنحضرت ﷺ کی عاجزی کی ایک اور مثال دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کس طرح عاجزانہ مناجات کرتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کو ہر طرح کی ضمانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی، باوجود اس کے کہ آپ کو علم تھا کہ آپ کے پاس شیطان کا گزرنہ نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا کہ میرا تو شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ لیکن پھر بھی کس خوف اور عاجزی سے مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے۔

روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کی شام میں اس طرح دعا کی کہ:

اے اللہ! تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر مخفی نہیں میں ایک بد حال فقیر اور محتاج ہی تو ہوں تیری مدد اور پناہ کا طالب، سہا اور ڈرا ہوا اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہو کر تیرے پاس چلا آیا ہوں۔ میں تجھ سے عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں ہاں تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہگار کی طرح زاری کرتا ہوں، ایک اندھے نابینے کی طرح ٹھوکروں سے خوف زدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور میرے آنسو تیرے حضور بہ رہے ہیں میرا جسم تیرا مطیع ہو کر سجدے میں گرا پڑا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔ اے اللہ تو مجھ اپنے حضور دعا کرنے میں بد بخت

نہ ٹھہرا دینا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔ اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول کرتا اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے میری دعا قبول کر لینا۔

(مجمع الزوائد ہیثمی مطبوعہ بیروت جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۵۲)

تو اندازہ کریں کہ ان عاجزانہ دعاؤں کا۔ کیا ہم اس سے کم عاجزانہ دعائیں مانگ کر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے طالب ہو سکتے ہیں۔ ہمیں تو بہت بڑھ کر اپنی عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے۔ اصل میں تو یہ وہ طریقے ہیں یا اسلوب ہیں جو آنحضرت ﷺ نے دعا کر کے ہمیں سکھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی اس اسوہ حسنہ پر چل کر اسی طرح عاجزی اور انکساری اختیار کرنے والے ہوں۔

پھر حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میری مدد کر میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا اور میری نصرت کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا، اور میرے حق میں تدبیر کر مگر میرے خلاف تدبیر نہ کرنا اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان بنا دے اور مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد کر اے اللہ مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا کثرت سے ذکر کرنے والا اور بہت زیادہ ڈرنے والا بنا دے مجھے اپنا بے حد مطیع اپنی طرف انکساری کے سر تسلیم خم کرنے والا بہت نرم دل اور سچے دل سے جھکنے والا بنا دے اے اللہ میری توبہ قبول کر اور میرے گناہوں کو دھو ڈال میری دعا قبول کر اور میری دلیل کو مضبوط بنا دے اور میری زبان کو بہتری بخش اور میرے دل کو ہدایت عطا کر اور میرے سینے کے کینے کو دور کر دے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبی ﷺ)

وہ جو داعیان الی اللہ ہیں وہ بھی جب جائیں تو اس دعا کے ساتھ ان کو باہر نکلنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں عاجزی اور انکساری نہیں اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو مقبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو۔ اور ایسے علم سے جو کوئی فائدہ نہ دے میں ان چاروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی جامع الدعوات عن رسول اللہ)

تو یہ عاجزی اور انکساری کے وہ چند نمونے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں نظر

آتے ہیں بہت سارے بے شمار واقعات ہیں ان میں سے ہی یہ چند لئے گئے ہیں تو آپ کی زندگی کا تو لمحہ عاجزی اور انکساری میں گزرا باوجود اس کے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کل عالم کے لئے نبی مبعوث فرمایا تھا اور آپ خاتم الانبیاء تھے۔ کوئی نبی آپ کے بعد جز آپ کی سچی اتباع کے اور اطاعت کے آ نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے نظارے آپ ہر روز دیکھتے تھے لیکن پھر بھی عاجزی کی یہ انتہا تھی جس کی چند مثالیں میں نے دیں۔ اب اس زمانے میں بھی دیکھیں آپ سے وفا اور غلامی کے طفیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس عاجزی کی وجہ سے جو آپ علیہ السلام نے اپنے آقا سے سیکھی تھی پیار کے جلوے دکھائے اور پھر آپ نے اپنی جماعت کو ان اسلوب اور طریقوں کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ جماعت احمدیہ کی اجتماعی ترقی ہو یا ہر احمدی کی انفرادی ترقی ہو اس کا راز اب عاجزی دکھانے میں اور عاجز رہنے میں ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا ہے کہ ”تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں“۔

(الہام ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء۔ تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۵۹۵)

ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بارہ میں فرماتے ہیں:

”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ

تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو

کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ (اور ہم اللہ کے فضل سے ان کو پورا ہوتے بھی دیکھ رہے

ہیں)۔ میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا اور میں

اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔ پس

خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مشمت خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں

کے قبول کیا۔“۔ (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰)

آپ اپنے ایک کلام میں، شعروں میں فرماتے ہیں۔  
 کون کہتا ہے کہ نالائق نہیں ہوتا قبول  
 میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار  
 تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے میرے قدیر  
 کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعت قرب و جوار  
 حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

وہ عباد الرحمن جنہوں نے دنیا میں انکسار اور عدل و انصاف کے ساتھ اپنی عمر بسر کی۔ جو دن  
 کے اوقات میں بھی احکام الہی کے تابع رہے اور رات کی تاریکیوں میں بھی سجدہ و قیام میں اللہ تعالیٰ  
 کے حضور گڑ گڑاتے اور دعائیں کرتے رہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتے  
 ہوئے انہیں ساتویں آسمان پر جگہ عنایت فرمائے گا یعنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رکھے  
 جائیں گے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر ہی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ  
 ۲۰۷، ۲۰۸)۔ اس کی طرف رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں بھی اشارہ فرمایا ہے کہ اِذَا  
 تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۵۲) کہ جب کوئی شخص  
 اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان میں جگہ دیتا ہے۔ چونکہ ان  
 لوگوں نے خدا کے لئے ہون اور تَذَلُّل اختیار کیا ہوگا اس لئے خدا تعالیٰ بھی انہیں سب سے اونچا  
 مقام رفعت عطا فرمائے گا اور انہیں منازل قرب میں سے سب سے اونچی منزل عطا کی جائے  
 گی۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۵۹۷)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا  
 اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس زمانے میں عاجزی اختیار کرنے کے طریقے

اور سلیقے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھائے اس لئے آپ علیہ السلام کے نسخوں پر عمل کر کے ہی ہم اس خلق کو حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو، اگر بچے کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھائے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ ﴿مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۷) (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۳۲ البدر ۲۳ اپریل ۱۹۰۳) تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ عاجزی اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو، اس کی عبادت کرو۔ تو عاجزی سمیت تمام خلق پیدا ہوتے جائیں گے انشاء اللہ۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنا منع نہیں ہے۔ نماز کا مزہ نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو اور حضور قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کیلئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۳۴ الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

جب آدمی دعا کر رہا ہو سمجھ نہ آرہی ہو تو عاجزی کس طرح پیدا ہوگی اگر مطلب نہ آ رہا ہو۔ اس لئے اپنی زبان میں دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ سے مانگیں اس کے آگے روئیں، گڑ گڑائیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”..... انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سَلْبِ

خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔“

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ البدر ۱۲ مئی ۱۹۰۷ء)

پھر آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنے خودی اور نفسانیت سے الگ ہونے پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۵۵، ۱۶ نومبر ۱۹۰۳ء)

پھر آپ نے فرمایا: ”میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔..... ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔..... کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہوتا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکنا اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شرتا تم پر رحم ہو۔“

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳ء)

فرمایا: انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آ جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے۔

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام

جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

(یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا



ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی کم ذات پر نظر کر کے شکر کرتا تھا۔)۔ پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نچ وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و عنونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵، الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳)

فرمایا: خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہرگز نہیں کہ جو اس کے حضور عاجزی سے گر پڑے وہ اسے خائب و خاسر کرے اور ذلت کی موت دیوے۔ جو اس کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسی نظیر ایک بھی نہ ملے گی کہ فلاں شخص کا خدا سے سچا تعلق تھا اور پھر وہ نامراد رہا۔ خدا تعالیٰ بندے سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہش اس کے حضور پیش نہ کرے اور خالص ہو کر اس کی طرف جھک جاوے۔ جو اس طرح جھکتا ہے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور ہر ایک مشکل سے خود بخود اس کے واسطے راہ نکل آتی ہے جیسے کہ وہ خود وعدہ فرماتا ہے ﴿مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ اس جگہ رزق سے مراد صرف روٹی نہیں بلکہ عزت علم وغیرہ سب باتیں جن کی انسان کو ضرورت ہے اس میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ سے جو ذرہ بھر بھی تعلق رکھتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا ﴿مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾۔ ہمارے ملک ہندوستان میں نظام الدین صاحب اور قطب الدین صاحب اولیاء اللہ کی جو عزت کی جاتی ہے وہ اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق تھا.....“

(البدر جلد ۲ نمبر ۱ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ صفحہ ۱۰۷)۔

پھر فرمایا: ”خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔“

سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہو تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔

پھر آپ نے فرمایا: ”اور عبادت کی فروع میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیزگاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارو۔ اور تم بری عادتوں سے پاک ہو کر با وفا اور با صفا زندگی بسر کرو۔ اور یہ کہ خلق اللہ کے لئے بلا تکلف و تصنع بعض نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ۔ اور یہ کہ تم اپنے کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دکھ نہ دو۔ اور نہ کسی بات سے اس (کے دل) کو زخمی کرو۔ بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے میں اس کی تحقیر نہ کرو اور مرنے سے پہلے مر جاؤ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر لو اور جو کوئی (ملنے کے لئے) تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو خواہ وہ پرانے بوسیدہ کپڑوں میں ہونہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور (لوگوں کی) غم خواری کے لئے ہر دم تیار کھڑے رہو۔

(ترجمہ عربی عبارت اعجاز المسیح) از تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ ۲۰۳)

خلاصہ ان باتوں کا یہ ہوا کہ تم عاجزی دکھانے والے تب شمار کئے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے تب ہو گے جب تم اپنے سے نفرت کرنے والوں سے بھی محبت کرو، جب ضرورت ہو تو ان کے کام آؤ اور ان کے لئے دعا کرو۔ اور پھر دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنے

والے بنو غلطیوں کی وجہ سے کسی کے پیچھے نہ پڑ جاؤ۔ اور ان کی تشہیر نہ کرتے پھرو۔ کسی کی غلطی کو دیکھ کر دوسروں کو بتاتے نہ پھرو بلکہ پردہ پوشی کی بھی عادت ڈالو۔

پھر اس میں یہ بھی فرمایا کہ اپنے دل کو ٹٹولتے رہو، اس کو پاک رکھنے کی کوشش کرو، اپنا خود محاسبہ کرتے رہو۔ کسی کے لئے بھی دل میں کینہ، نفرت، بغض، حسد وغیرہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر یہ چیزیں دل میں ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دل بڑائی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے اور اس میں عاجزی نہیں ہے۔ پھر کسی کو اپنی باتوں سے دکھ نہ دو اور ہر ایک کی عزت کرو۔ چاہے کوئی غریب ہو، فقیر ہو، کم طاقت کا ہو یا ماتحت ہو یا ملازم ہو سب کی عزت کرو۔ پھر سلام کہنے کی عادت ڈالو۔ اس سے بھی معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے اور عاجزی اور انکساری بڑھنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، اپنے اندر بھی اور دوسرے ماحول میں بھی۔ تو فرمایا کہ یہ کام تو بہت مشکل ہے اور یہ تب ہی کر سکتے ہو جب گویا کہ اپنے آپ کو مار لیا، اپنے نفس کو بالکل ختم کر دیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ اس کا فضل مانگتے رہو۔ اس کے سامنے جھکے رہو اور دعائیں کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند شعر ہیں وہ میں پڑھتا ہوں۔

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو

زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں

شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے

ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اسی میں ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب نصح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب نئے سال کی مبارک باد کی بہت ساری فیکسیں آرہی ہیں۔ جو اب تو ان کو جائیں گے تو وقت لگے گا بہر حال ان سب کو جنہوں نے نئے سال کی مبارک باد دی فیکسوں کے ذریعہ یا فون کے ذریعہ سے ان سب کو مبارک ہو۔ جنہوں نے نہیں بھجوائی ان کو بھی نیا سال مبارک ہو۔ ساری جماعت کو نیا سال مبارک ہو۔ اللہ کرے کہ یہ سال ہمارے لئے ہمیشہ کی طرح کامیابیاں لے کر آئے اور پہلے سے بڑھ کر کامیابیاں ہمیں دکھائے۔

